تأثرات

عبداللطیف خالد چیمہ

سفرِ برطانیہ کی روداد

مجھے برطانیہ آئے ہوئے ایک ماہ ہونے کو ہے۔عموماً لندن اور گلاسگو دونوں شہروں میں سفر کا زیادہ وقت گزرتا ہے۔اس مرتبہ نئی بات یہ ہوئی کہ میرے آنے کے دو تین دن بعد جرمنی سے شیخ راحیل احمد بھی تشریف لے آئے۔شیخ صاحب کا تعلق چناب نگر سے ہے اور طویل عرصہ پہلے قادیانی حکمت عملی کے تحت جرمنی سیٹل ہو گئے۔چند سال پیشتر وہ قادیانیت ترک کر کے مسلمان ہو گئے اور دنیا بھر میں شہرت پائی۔اب وہ حکمت و تدبیر کے ساتھ قادیانیوں کو مرزا قادیانی کی تعلیمات سے حقیقی آگاہی کے لیے بھرپور کام کر رہے ہیں۔۳۰ر جون کو محترم شیخ صاحب کی موجودگی میں ختم نبوت اکیڈمی فارایسٹ گیٹ لندن میں ''عقیدۂ ختم نبوت اور عالمی صورتحال'' کے حوالے سے راقم کو گزارشات کا موقع ملا جبکہ سید سلمان گیلانی نے حمد و نعت کے ذریعے اپنے نام ور والدِ گرامی سید امین گیلانی مرحوم کی یاد تازہ کی۔ورلڈ اسلامک فورم کے چیئر مین مولانا محمد عیسیٰ منصوری کے ہاں مولانا محمد عمران خان جہانگیری کی معیت میں حاضری دی۔لندن میں ان کا دم غنیمت ہے۔ہمیشہ بہت شفقت سے نوازتے ہیں۔''موجودہ عالمی صورتحال، مسلم حکمرانوں کی بے حسی اور عالم کفر کی سفاکی'' پر دن رات بے قرار و بے چین رہنے والے مولانا جہانگیری کچھ نہ کچھ کرتے رہنے کے قائل ہیں۔میں حاضری دے کر بہت کچھ سیکھتا ہوں۔

۲ر جولائی کو برمنگھم میں ختم نبوت ایجوکیشن سنٹر کے زیر اہتمام اور مولانا امداد الحسن نعمانی کی میزبانی میں سالانہ ''عظمتِ صحابہ کانفرنس'' میں شرکت کا نظم پہلے سے طے تھا اور میں نے مذکورہ کانفرنس کی تاریخ کو ملحوظ رکھ کر سفر کی ترتیب بنائی تھی۔چنانچہ عالمی مبلغ ختم نبوت جناب عبدالرحمٰن باوا کی معیت میں شیخ راحیل احمد، اُن کے ایک عزیز عارف اور راقم ظہر کی نماز سے پہلے برمنگھم پہنچ گئے۔برطانیہ کے دوسرے بڑے شہر برمنگھم کی مشہور و معروف جامع مسجد بلگریو روڈ جہاں ہر سال عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کی عظیم الشان ختم نبوت کانفرنس بھی منعقد ہوتی ہے۔اسی مسجد کے ایک ہال میں ''عظمتِ صحابہ'' کے عنوان سے مولانا امداد الحسن نعمانی ہر سال کانفرنس منعقد کرتے ہیں۔امسال اس کانفرنس میں مولانا علی شیر حیدری، علامہ خالد محمود، مولانا اشرف علی، مولانا محمد حسن، مولانا فضل امین، مولانا محمد یحییٰ عباسی، مولانا عبیدالرحمٰن ضیاء، مولانا زاہد محمود قاسمی، مولانا عبدالحمید وٹو، عبدالرحمٰن باوا، مولانا عبدالسلام، مولانا اکرام الحق خیری، حکیم اختر الزماں غوری، مولانا احتشام الحق خیری، سید سلمان گیلانی، قاری محمد حنیف شاہد رام پوری، قاری محمد خبیب عمر، مولانا امداد اللہ قاسمی، قاری تصور الحق، مولانا حبیب الرحمٰن لدھیانوی، مولانا ضیاء الحسن طیب، شیخ راحیل احمد سمیت کئی دیگر حضرات نے بھی شرکت وخطاب کیا اور جناب نبی کریم ﷺ کے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی قرآنی و دینی اور آئینی حیثیت کے حوالے سے بڑی مفید

گفتگو کی۔راقم الحروف نے بھی اپنی جماعت مجلس احرار اسلام کے فکر ونظر کی روشنی میں سیرت صحابہ کا تذکرہ کیا۔عصر تا مغرب کا وقت ہم نے چیچہ وطنی کے ایک دیرینہ دوست جناب محمد سعید صاحب کے ہاں گرین لین گزارا اور اس دوران امریکہ سے ہوسٹن ریڈیو کے جناب عاطف صاحب نے شیخ راحیل احمد،عبدالرحمٰن باوا اور راقم سے عقیدۂ ختم نبوت اور ردّ قادیانیت کے حوالے سے لائیو انٹرویو کیا۔تقریباً تین گھنٹے میں ہم واپس لندن پہنچ گئے۔

۸؍جولائی ہفتہ کو بعد دوپہر شیخ راحیل احمد کے ہمراہ رامفورڈ روڈ پر واقع منہاج القرآن کے دفتر جانا ہوا۔جہاں اگلے ہفتے شیخ صاحب نے ’’میں نے مرزائیت کیوں چھوڑی؟‘‘ کے عنوان پر خطاب کیا۔۸؍جولائی کو ہی بعد از عصر ابراہیم کمیونٹی کالج نزد وائٹ چیپل لندن میں ورلڈ اسلامک فورم کی ماہانہ فکری نشست کا اہتمام تھا اور ہمارے مولانا منصوری نے اس میں شرکت کی خصوصی دعوت دے رکھی تھی جبکہ حضرت مولانا محمد منظور نعمانی رحمۃ اللہ علیہ کے نام ورفرزند اور محقق ودانشور مولانا عتیق الرحمٰن سنبھلی (جو شہرہ آفاق کتاب ’’واقعہ کربلا اور اس کا پس منظر‘‘ کے مصنف بھی ہیں) کا موجودہ صورتحال کے حوالے سے لیکچر تھا۔یہ امر قابل ذکر ہے کہ ایسی قیمتی اور فکر انگیز باتیں یہاں بھی کہنے اور سننے کو ملتی ہیں لیکن عموماً رواج نہیں پارہیں اور ہمارے حلقوں میں روایتی کام کا ابھی تک غلبہ ہے جو بہرحال اچھا شگون نہیں ہے۔

مولانا عتیق الرحمٰن سنبھلی نے اپنے خطاب میں مسلمانوں کے خلاف حالیہ سیاسی سازشوں سے پردہ اٹھاتے ہوئے کہا کہ ۷؍جولائی کے قابل نفرت واقعہ سے ہمارا کوئی تعلق نہیں ہے اور نہ ہی اس کی تائید کی کوئی گنجائش کا ہم تصور کرسکتے ہیں۔بے قصور شہریوں پر بم دھماکہ کرنا جہاد نہیں فساد فی الارض ہے۔اس کی جتنی بھی مذمت کی جائے کم ہے۔اسلامی شریعت نے ایسے مذموم کام کی کسی مسلمان کو ہرگز اجازت نہیں دی۔ہمارا خوشگوار تجربہ ہے کہ برطانیہ کے عوام میں اخلاق وکردار کے بعض ایسے اعلیٰ معیارات پائے جاتے ہیں جو درحقیقت مسلمانوں کی دنیاوی زندگی کا وہ عالی شان نمونہ ہے جس کی طرف اسلام کی حسین تعلیمات نے انہیں رہنمائی فراہم کی ہے اور جس کا بہترین پیکر بن کر کبھی اہل اسلام نے دنیا میں اپنی ذہنی سیادت اور فکری قیادت کا سکہ جمایا تھا۔مولانا نے فرمایا کہ اس لیے ہماری رائے میں برطانیہ کے مختلف ملکوں میں مسلمانوں پر جو بے پناہ مظالم ڈھائے جارہے ہیں، اُن کے حقیقی ذمہ دار افراد کے خلاف اس ملک میں رہتے ہوئے مدلل اور پرامن طریقے سے صدائے احتجاج بلند کرنے کا حق مسلمان بہرحال رکھتے ہیں۔لیکن تشدد اور انتہا پسندی کی پھر بھی اجازت نہیں کہ ملکی قوانین کی پاسداری کا ذمہ ہم نے اپنے سرلیا ہوا ہے۔جس کی خلاف ورزی شرعی لحاظ سے بھی درست نہیں۔مولانا نے کہا کہ یہ تمام حقیقت پسندانہ باتیں ہیں جن کا کھلے دل سے ہم اعتراف ہی نہیں برملا اظہار بھی کرتے ہیں لیکن صد افسوس کہ وزیراعظم ٹونی بلیر کے بیانات سے اس وقت مسلسل تعصب اور تشدد کی بو پھیل رہی ہے۔یکے بعد دیگرے ان کے بیانات سے ان کی جانبدارانہ ذہنیت واضح طور پر سامنے آتی ہے اور مسلمانوں کے بارے میں ان کے منفی جذبات کا تاثر ابھرتا ہے۔اس سے خاص طور پر برطانیہ میں مقیم مسلمانوں کے بارے میں تمام غیر مسلم شہریوں اور

پوری انسانی دنیا کو جو پیغام مل رہا ہے۔اس کے نتائج واثرات کبھی بھی خوش آئند نہیں ہوسکتے۔مولانا سنبھلی نے سوال اٹھایا کہ وہ تشدد پسند مکروہ عناصر جو موجودہ حالات میں برطانیہ جیسے ملک میں اسلامی خلافت کی بات کرتے نہیں تھکتے اور لوگوں کے لیے ایک ڈراؤنا خواب بن کر اسلام کو بدنام کررہے ہیں۔انہیں پنپنے اور اپنی شدت پسندانہ ذہنیت کو کم سمجھ نوجوانوں تک پھیلانے کا بھرپور موقع کس نے دیا؟ حکومت کے ذمہ دار افراد اگر انہیں روکنے میں مخلص ہوتے تو کیا ان کی غیر دانشمندانہ اور متشددانہ سرگرمیاں پہلے ہی دن دم نہ توڑ دیتیں۔ایسے عناصر کو آگے بڑھنے کا موقع اور خصوصی نگہداشت فراہم کرتے رہنا اور ساتھ ساتھ پوری مسلم کمیونٹی کے بارے میں منفی تاثر پیدا کرنے کی کوشش جاری رکھنا کس قسم کے عزائم کی غمازی کرتا ہے؟ بہت سے غیر مسلم مبصر اسلام اور مسلمانوں کو نہیں خود برطانیہ کی خارجہ پالیسی کو ان واقعات کا ذمہ دار قرار دے رہے ہیں۔یہ غیر مسلم مبصرین اپنے مؤقف کے حق میں بجا طور پر عراق، فلسطین اور گوانتا نامو بے کے دل فگار حالات کو بطور حوالہ سامنے لا رہے ہیں۔

پاکستان واپسی سے قبل مولانا سنبھلی کے ہاں حاضری اور ملاقات کا وعدہ کر کے باہر نکلے تو شیخ راحیل احمد کی گاڑی کا شیشہ توڑ کر کوئی موبائل فون چوری کر کے لے جا چکا تھا۔پولیس سٹیشن رپورٹ اور گاڑی کی صفائی میں خاصا وقت لگ گیا۔چنانچہ ہم خاصی تاخیر سے ریڈ برج کے علاقے میں اپنے بھائی عرفان کے گھر پہنچے۔جہاں شیخ راحیل احمد کے اعزاز میں عشائیہ تھا۔مولانا محمد عیسیٰ منصوری، جناب عبدالرحمٰن باوا اور جناب مولانا محمد عمران خان جہانگیری نے بھی خصوصی طور پر اس تقریب میں شرکت کی۔شیخ راحیل احمد نے خطاب کرتے ہوئے کہا کہ محمدی، قریشی، مکی اور مدنی وغیرہ نسبتیں مسلمانوں کے لیے قابل رشک اور مایہ افتخار ہیں لیکن حیرت کی بات ہے کہ مرزا قادیانی کے پیروکاروں کو قادیانی اور مرزائی کہلانا بالکل پسند نہیں۔اس سے زمینی حقائق کا اندازہ لگایا جا سکتا ہے۔

اگلے روز ۹/جولائی کو بس کے ذریعے لندن سے ہڈرزفیلڈ پہنچا جہاں سید عطاء المحسن بخاری رحمۃ اللہ علیہ سے بے پناہ محبت رکھنے والے حاجی محمد رفیق ہمارے بے تکلف میزبان ہوتے ہیں۔۱۱/جولائی کو چودھری محمد اکرم مجھے مانچسٹر چھوڑ آئے اور بھائی علی احمد نے آشٹن انڈر لائن کے احباب سے ملاقاتوں کا اہتمام کیا۔۱۲/جولائی کو راچڈیل میں جمعیت علماء برطانیہ کے سیکرٹری اطلاعات حافظ محمد اکرام سے ملاقات وتبادلۂ خیال کیا اور حاجی محمد انور مجھے ہڈرزفیلڈ چھوڑ آئے۔ ۱۳/جولائی کو ڈیوز بری میں مولانا عبدالرشید ربانی نائب امیر جمعیت علماء برطانیہ سے بعد نماز ظہر ان کی مسجد میں نشست ہوئی۔جبکہ ۱۵/جولائی کو ہڈرزفیلڈ میں مولانا محمد اکرم کے ہاں مولانا علی شیر حیدری اور بعد ازاں کھانے کی ایک دعوت میں مولانا اسعد تھانوی، قاری محمد جمیل اور ان کے والد گرامی، قاری تصورالحق، سید سلمان گیلانی، قاری محمد حنیف شاہد رامپوری اور کئی دیگر حضرات سے ملاقات رہی۔۱۶/جولائی اتوار کو شام کے وقت گلاسگو پہنچا۔یہاں شیخ عبدالواحد، حافظ ظہورالحق اور محمد اکرم راہی جیسے گراں قدر ساتھی ہمارے میزبان ہیں۔